

محدث امام زہری قزاق اور مفسرین کی صف میں

ایکے تحقیقی مطالعہ

ڈاکٹر امتیاز احمد

محمد بن مسلم بن شہاب الزہری المتوفی ۱۲۴ھ اموی دور کے اُن ملیل القدر علماء میں سے ہیں جن کی علمی خدمات کبھی بھی فراموش نہیں کی جاسکتیں۔ انہوں نے حدیث کی جمع و تدوین میں جو کارنامے نمایاں انجام دیئے صرف یہی خدمت اُن کو رہتی دنیا تک یاد رکھنے کے لئے کافی ہے۔ لیکن مدینہ کے اس حافظ حدیث اور حجاز و شام کے اس عالم نے علم حدیث کے علاوہ بھی بہت سے علوم و فنون میں نام پیدا کیا۔ جمہور زہری کو محض ایک محدث کی حیثیت سے جانتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ علم حدیث کے علاوہ وہ تفسیر فقہ، مغازی، علم الانساب، شاعری اور لغت پر بھی پورا عبور رکھتے تھے۔

زہری کے اتنے سارے علوم پر حاوی ہونا کچھ حیرت کی بات نہیں معلوم ہوتی جب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بچپن ہی سے علم کے شیدائی اور تحصیل علم کے شائق تھے۔ تدریس نے چونکہ حافظہ بھی بلا کا دیا تھا اس لئے بہت جلد اپنے شوق کی تکمیل کی اور مختلف علوم و فنون میں مہارت حاصل کر لی۔ تعلیم کی ابتدا قرآن پاک سے کی اس کے بعد عبداللہ بن ثعلبہ سے علم الانساب سیکھا۔ (۱) اور اس میں ایسی مہارت پیدا کی کہ اس فن پر ایک کتاب لکھ ڈالی جو اس موضوع پر اولین تصنیف سمجھی جاتی ہے۔ (۲) علم الانساب کے علاوہ زہری صالح بن کیسان کے حلقہ درس میں بھی شریک ہوئے جو شعر و لغت کے مانے ہوئے استاد تھے۔ صالح کے زیر تربیت زہری نے عروض و لغت پر عبور حاصل کیا جس کا استعمال انہوں نے آئندہ زندگی میں سیرت و مغازی کی تدریس کے دوران کیا۔

وہ اپنے شاگردوں کو ان مضامین کی تعلیم دیتے وقت اکثر اشعا کا استعمال کرتے۔ (۲) شاعری سے آپ کو ایسا شغف تھا کہ درس حدیث کے بعد آپ اس صنف سخن پر بھی تھوڑی دیا نظر خیال فرمایا کرتے تھے۔ (۳) لیکن ان کی اصل توجہ دراصل دینی تعلیم کی طرف تھی۔ چنانچہ جلد ہی وہ حلال و حرام اور روایت و حفظ حدیث کی جانب متوجہ ہوئے اور اس کے امام بن گئے۔ (۵) آپ پہلے شخص تھے جنہوں نے اموی خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے ایما پر حدیثیں جمع کرنے کا کام شروع کیا۔ چنانچہ ابن عبدالبر جامع بیان العلم میں روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے علم حدیث کی تدوین کی وہ امام زہری تھے۔ (۶) حدیث میں آپ کی شہرت یہ تھی کہ جب مدینہ میں داخل ہوتے تو ان کی موجودگی میں علماء میں سے کوئی بھی حدیث روایت نہ کرتا تھا بلکہ آپ سے حدیثیں سننے کیلئے آپ کے گرجے ہوجاتے اور اس طرح ان کے ہاں تلامذہ کی جگہ آجاتی۔ (۷) اس میں آپ نے بہت نام پیدا کیا۔ چنانچہ کقول المتوفی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ زمین کی سطح پر زہری سے بڑھ کر حدیث کا کوئی عالم زندہ موجود نہیں (۸) اور یحییٰ بن سعید انصاری المتوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے پاس علم کا اتنا ذخیرہ موجود نہیں جتنا زہری کے پاس ہے۔ (۹)

ان کے علم کی لگن اور کثرت مطالعہ کے متعلق یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ جب وہ گھر میں تنہا ہوتے تو اپنے ارد گرد کتابوں کا انبار لگا کر ان میں اتنا مشغول ہوتے کہ اور کسی بات کا خیال نہ رہتا۔ چنانچہ ان کی بیوی ہنگ آ کر بے اختیار کہہ اٹھیں کہ خدا کی قسم یہ کتابیں میرے لئے تین سو کنوں سے زیادہ ضرر رساں ہیں۔ (۱۰) علم کے شوق کے ساتھ ساتھ آپ کا حافظہ بھی اتنا قوی تھا کہ آپ نے صرف اسی دنوں میں پورا قرآن مجید حفظ کر لیا تھا (۱۱) حفظ حدیث کے بارے میں خود امام زہری کا بیان ہے کہ میں نے اپنے دل میں جو علم امانت رکھا ہے اسے کبھی نہیں بھولا۔ ایک دوسری روایت میں آپ کہتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی حدیث کے اعادہ کا مطالبہ نہیں کیا اور نہ ایک کے سوا کسی حدیث میں کبھی شک کا اظہار کیا۔ (۱۲) یعنی جو کچھ سنا ایک مرتبہ ہی یاد ہو گیا۔ اپنے توی حافظہ کے متعلق زہری کہا کرتے تھے کہ جب میں یقیق کے قبرستان سے گذرتا ہوں تو اپنے کان بند کر لیتا ہوں کہ مبادا ان میں کوئی خرافات داخل ہو جائے کیونکہ ان میں جب بھی کوئی بات گئی ہے اسے میں بھلا نہیں سکا ہوں۔ (۱۳) تحصیل علم کی خواہش اور بے پناہ قوت حافظہ کے علاوہ زہری محنت سے جی نہ چراتے۔ اکثر آٹوں کو

ہاگے علم کے حصول کے لئے سفر اختیار کرتے، اساتذہ کی خدمت کر کے ان سے حدیثیں سنتے، انہیں لکھ لیتے اور راتوں کو جاگ کر انہیں یاد کیا کرتے۔ خود علم حاصل کرتے اور اپنے شاگردوں تک پہنچا دیتے۔ طویل سفر کر کے دیہاتوں میں جاتے، بدوؤں کو علم کی طرف مائل کرتے اور انہیں دینی تعلیم دیتے (۴) اموی خلفاء کی خواہش پر ان کے بچوں کو حدیثیں سناتے اور لکھواتے۔ غرض آپ کی دولت علم سے ہر خاص و عام مستفید ہوتا۔ اگر ایک طرف آپ شہزادوں کے اہالیق و معلم تھے تو دوسری جانب غریب بدوؤں کے استاد۔ مختصر یہ کہ آپ نے اپنی ساری زندگی لکھنے پڑھنے اور تعلیم و تدریس کے لئے وقف کر دی تھی۔

گو امام زہری عام طور سے فن حدیث کے مستند امام اور مایہ ناز عالم مانے جاتے ہیں لیکن کم لوگ جانتے ہیں کہ وہ محدث کے علاوہ مفسر بھی تھے۔ جدید تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ امام زہری علوم دینیہ کی اس اہم صنف پر بھی پوری دسترس رکھتے تھے۔ آئندہ صفحات میں ہم امام موصوف کی انہیں علمی خدمات کا ایک خاکہ پیش کریں گے جو انہوں نے علم قرأت اور علم تفسیر کے سلسلہ میں انجام دیں۔

جیسا کہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں امام زہری کو بچپن ہی سے تحصیل علم کا بالعموم اور تحصیل علوم دینیہ کا بالخصوص شوق تھا۔ چنانچہ انہوں نے حدیث سے پہلے قرآن کا علم حاصل کیا اور صرف اسی راتوں کی تلیل مدت میں پورا قرآن حفظ کر لیا۔ (۱۵) اس کے علاوہ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم فن قرأت اور دیگر علوم دینیہ سے شروع کی۔ چنانچہ آپ نے مدینہ کی طالب علمی کے زمانہ میں علم القراءت کی تعلیم اس شہر کے سب سے مشہور استاد عبدالرحمن بن حرمز الاعراج سے حاصل کی۔ اس کے بعد آپ کی ملاقات مشہور صحابی اور قادم رسول حضرت انس بن مالک سے ہو گئی جن سے آپ نے وہ احادیث اخذ کیں جن میں یہ بتایا گیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود و نیز دیگر صحابہ کرام کن کن طریقوں سے قرأت کیا کرتے تھے۔ ان میں بعض وہ صحابہ بھی شامل تھے جن سے کوئی مخصوص قرأت منسوب تھی یا جن کے نام سے مختلف مصاحف مشہور ہیں مثلاً علی بن ابی طالبؓ۔ معاذ بن جبلؓ، ابی بن کعبؓ، عبداللہ بن معمرؓ، زید بن ثابتؓ اور عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ۔ (۱۶) زہری نے ان مختلف قرأتوں کا غائر مطالعہ کیا اور خود بھی اس فن میں مہارت حاصل کی۔ جلد ہی وہ اپنے وقت کے مشہور قاری

سمجھے جانے لگے (۱۸) اور اپنے شاگردوں کو القراءت السبعہ کا درس دینے لگے۔ (۱۹) فن قرأت کی تامل میں امام زہری کو حدیث سے بے مدد دلی۔ آپ احادیث کی روشنی میں طلباء کو بتاتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود یاد دیکر صحابہ کرام نفلان آیت کس طریقے سے پڑھا کرتے تھے۔ مثلاً انس بن مالکؓ کے حوالے سے آپ نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ”وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ“ کے بجائے ”وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ“ تلاوت کیا کرتے تھے (۲۱) اسی طرح ابن عمرؓ کے حوالے سے آپ نے بتایا کہ حضرت عمرؓ ”فاسعوا“ (۲۲) کی بجائے ”فانموا“ پڑھا کرتے تھے۔ (۲۳)۔ یا مثلاً عروہ کے حوالے سے امام زہری نے نقل کیا کہ حضرت عائشہؓ ”کننہ“ (۲۴) کو ”کننہ“ تلاوت کرتی تھیں۔ (۲۵)

زہری کے ہاں اس قسم کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جس سے ہم بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ علم القراءت میں بھی ویسی ہی دلچسپی رکھتے تھے جیسی علم الحدیث میں۔ انہیں اس منف پرکتنی قدرت تھی اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے اپنے زمانہ کے مروجہ قرأت کے طریقوں پر تنقیدیں کیں اور اس سلسلہ میں اپنا واضح نقطہ نظر پیش کیا۔ زہری کے ان نظریات کو علمی حلقوں میں بہت اہمیت دی گئی اور علماء کے مابین یہ نظریات نقد و تبصرہ کا موضوع بنے۔ ان میں سے بعض ایسے تھے جو قرأت کے بنیادی اصول تسلیم کئے گئے اور قرآن نے ان پر عمل کیا۔ ان کے چند نظریات ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں تاکہ اندازہ ہو سکے کہ امام زہری فن قرأت میں بھی اپنا ایک مقام رکھتے تھے:

(الف) زہری کے خیال میں ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ قرآن کی ہر سورت (سوائے سورۃ توبہ کے) کا جزو ہے لہذا ہر سورت کی ابتدا میں اس کی تلاوت لازمی ہے۔ زہری کے اس اصول کو اکثر قرآن نے تسلیم کیا اور ہر سورہ کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا ضرور قرار دیا۔ (۲۶)

(ب) زہری نے دوسرا اصول یہ دیا کہ قرآن کی تلاوت میں کچھ مقامات پر تقدیم و تاخیر جائز ہے۔ یعنی کچھ آیتوں میں اس کی اجازت ہے کہ ایک لفظ کو دوسرے پر مقدم یا مؤخر کر کے تلاوت کی جائے۔ (۲۷)

(ج) زہری کے خیال میں سورہ فاتحہ کی آیت نہر ۳ کی ”صح قرأت“ مالک ”یوم الدین“ ہے نہ کہ

”مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ“ جیسا کہ بعض قرأت پڑھتے ہیں۔ زہری کہتے ہیں کہ اول اللہ کی قرأت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 و نیز حضرات ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، زبیرؓ اور ابی کی قرأتیں ہیں جس پر عمل کرنا چاہیے اور دوسری قرأت
 کی ابتدا مروان بن الحکم کے زمانہ میں ہوئی جس پر عمل غلط ہے۔ (۲۸)۔

(د) مختلف قرأتوں کے متعلق زہری کا نظریہ یہ ہے کہ سات قرأتوں میں صرف ایک قرأت کی پابندی لازمی
 نہیں ہے۔ بلکہ قاری کو اختیار ہے کہ وہ ایک ہی قرأت کی پابندی کرے یا ایک سے زائد کی۔ زہری کے خیال
 کے مطابق قاری کو بھی اختیار ہے کہ وہ ایک قرأت سے دوسری قرأت کی طرف دوران قرأت ہی
 منتقل ہو جائے۔ زہری کا یہ نظریہ دیگر علما نے قرأت سے بالکل مختلف ہے جس کی رو سے قاری کو صرف ایک
 ہی قرأت کی پابندی کرنی ہوتی ہے اور اس کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ دوران قرأت کسی دوسری قرأت کی طرف
 منتقل ہو جائے۔ (۲۹)۔

قرأت کے متعلق زہری کے مندرجہ بالا نظریات اس بات کا ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ زہری کو قرآنی علوم
 میں سے علم القراءت پر کافی دسترس حاصل تھی اور اس فن کی ترویج و ترقی میں ان کا بھی نمایاں حصہ ہے۔ اس فن
 میں زہری کی شہرت اس حد تک ہے کہ جس طرح مختلف قرآین مختلف صحابہ یا ان کے متبعین کے نام سے موسوم
 ہیں اسی طرح زہری کے نام سے بھی ایک قرأت مشہور ہے۔ چنانچہ جب ہم ابوالعالیہ، سعید بن جبیر، مجاہد اور
 اعلمش وغیرہ کی مخصوص قرأتوں کا ذکر سنتے ہیں تو انہیں کے ساتھ ساتھ زہری کی قرأت کا نام بھی لیا جاتا ہے جو
 علما نے قرأت اور سلائے تفسیر کے ہاں مقبول تھی۔ (۳۰)۔

جو قرأت زہری کے نام سے موسوم ہے وہ بے حد سادہ اور آسان ہے۔ دراصل زہری نے مختلف لوگوں
 کے ہاں سے ایسی قرأتیں اخذ کیں جن کا پڑھنا سہل ہو اور اپنے نام سے ایک مخصوص قرأت ایجاد کی جسے قاری
 باسانی پڑھ اور سمجھ سکے۔ کتب علم القراءت اور کتب تفسیر میں قرأت زہری کی ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں
 جو قرآن کی مروجہ قرأت سے مختلف ہے۔ چند مثالیں حسب ذیل ہیں :-

نمبر و نام سورہ	آیت نمبر	مروجہ قرأت	قرأت زہری
۲ - بقرہ	۳۸	فَلَا حُوفَ	فَلَا حُؤْفَ (۳۱)

یَذَّحُونَ	یَذَّحُونَ	۴۹	"
هَارُونَ	هَارُونَ	۱۰۲	"
صَدُقْتُمْ	صَدُقْتُمْ	۳	۳ - نساء
يُحْيِلُ	يُحْيِلُ	۶۶	۲۰ - طه
جَدَّوْ	جَدَّوْ	۲۴	۳۵ - فاطر
أَكْبَرُ	أَكْبَرُ	۷	۵۸ - مجادلہ
لِعَيْنِهِ	لِعَيْنِهِ	۳۷	۸۰ - عبس

فن قرأت کے علاوہ فن تفسیر سے بھی زہری بخوبی واقف تھے۔ علوم دینیہ کی اس اہم صنف پر زہری کو کتنا عبور حاصل تھا اس کا اندازہ لیث بن سعد کے اس قول سے ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب زہری تفسیر کے متعلق کچھ بیان کرتے ہیں تو سامع کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا وہ اس فن کے ماہر اور انتہائی گہنہ مشفق استاد ہیں جنہوں نے اس کے حصول میں اپنا پورا وقت صرف کیا ہے (۳۹) لیث کا یہ قول کسی مبالغہ پر مبنی نہیں ہے کیونکہ زہری کے علم تفسیر کے متعلق ایک کثیر مواد مروی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں اس فن پر پوری دسترس حاصل تھی وہ علم تفسیر سے صرف واقف ہی نہ تھے بلکہ اپنے شاگردوں کو اس کا باقاعدہ درس دیا کرتے تھے اور ان کا شمار تابعین صفار کے مشہور مفسرین مثلاً قتادہ بن دعامہ، محمد بن کعب القرظی، زید بن اسلم العدوی اور سلیمان بن مهران الاعمش میں ہوتا ہے۔ (۴۰)

زہری بڑی دلچسپی سے اپنے شاگردوں کو تفسیر کا درس دیا کرتے تھے۔ قرآنی آیات کی تشریح و توضیح میں مختلف موضوعات زیر بحث آتے بن کا امام زہری عالمانہ جواب دیتے تھے۔ امام موصوف کے یہ جملات جو ان کے شاگردوں کے ذہن پر ہم تک پہنچے ہیں یہ ظاہر کرتے ہیں کہ انہیں فن تفسیر سے پوری واقفیت تھی۔ آیات کی تفسیر میں زہری شرعی احکام، سیر و مغازی، نحوی ترکیب، اسباب نزول اور احادیث مرفوعہ و موقوفہ سبھی کچھ بیان کرتے جو فن تفسیر کے اصل موضوعات ہیں۔ زہری کے شاگرد ان تشریحات و توضیحات کو من و عن

اپنے شاگردوں کو منتقل کرتے رہے۔ ان شاگردوں میں سے بعضوں نے تفاسیر لکھیں جن میں زیادہ تر امام زہری کے خیالات پائے جاتے ہیں۔ ان کے جن تلامذہ نے فن تفسیر میں نام پیدا کیا ان میں ابن جریر، اور معمر بن راشد، فرست ہیں۔ ان شاگردوں کی تفاسیر میں سے معمر بن راشد کی تفسیر ہم تک پہنچی ہے (۴۱) اس تفسیر کو ٹپھنے سے پتہ چلتا ہے کہ تقریباً نصف کتاب خود زہری کی مرویات ہیں جنہیں بغیر کسی اضافہ اور حشو و زوائد کے اس میں شامل کر دیا گیا ہے۔ قرآنی آیات کی تفسیر و تشریح کرنے میں زہری کا اپنا ایک انداز ہے۔ وہ جن طریقوں سے آیات کی تفسیر بیان کرتے ہیں ان میں سے چند حسب ذیل ہیں :-

۱۔ تشریح قرآن بذریعہ قرآن :

قدیم مفسرین کی طرح زہری بھی اکثر مجمل آیات کی تشریح مفصل آیات سے اور مفصل کی مجمل آیات سے کرتے تھے۔ یعنی جائے اس کے کہ وہ اپنے الفاظ میں آیات کی تشریح کریں وہ ایسی آیات پیش کر دیتے جو ان آیات کی خود تشریح ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر وہ قرآن کی مجمل آیت ”وَعِنْدَكَ مَقَاعُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ“ (اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا (۴۲) کی تفسیر اپنے الفاظ میں بیان کرنے کے بجائے وہ سورہ لقمن کی یہ مفصل آیت پیش کر دیتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَكَ عَلِمَ السَّاعَةَ وَيُنَزِّلُ الْعَيْتَ فَذَيْفَلَكُمْ مَا فِي الْاَرْضِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّا خَاطَبَتْكَ سُبَّ عَدَا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِمَا فِي الْاَرْضِ تَمُوتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ۔ (۴۳) اس گٹھی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔ وہی بارش برساتا ہے، وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹوں میں کیا پرورش پارہا ہے، کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمانی کرنے والا ہے اور نہ کسی شخص کو پتہ ہے کہ کسی سرزمین میں اس کی موت آتی ہے، اللہ ہی سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے) (۴۴)۔

تفسیر القرآن بالقرآن کا یہ انداز صحابہ میں عام تھا جس کی پیروی زہری نے بھی کی۔

۲۔ تشریح قرآن بذریعہ حدیث :

زہری کی تفسیر آیات کا دوسرا طریقہ یہ تھا کہ وہ آیات کی تشریح حدیث کے ذریعہ کرتے تھے (۴۵)۔

ان کی تفسیر میں یہ طریقہ سب سے زیادہ مستعمل ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے پاس ہر موقع کی ہزاروں حدیثیں زبانی یا تحریری محفوظ تھیں۔ لہذا ہر قسم کی قرآنی آیات کی تشریح کے لئے انہیں باسانی احادیث مل جاتیں۔ البتہ ایسا کرنے میں زہری مرفوع حدیثوں کو موقوف احادیث پر ترجیح دیتے تھے۔

یہ طریقہ بھی صحابہ کرام کے ہاں عام تھا جسے زہری نے اپنایا۔ صحابہ کرام تفسیر قرآن کے سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ زہری کو چونکہ حضور اکرم کی ذات گرامی نصیب نہ ہو سکی لہذا وہ ان کے ان ارشادات کی طرف رجوع کرتے جو صحابہ کے ذریعہ ان تک پہنچے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ زہری کی تفسیر میں ہمیں حدیثوں کا بیش بہا خزانہ ملتا ہے۔ (۴۶)۔

۳۔ تشریح قرآن بذریعہ احادیث موقوفہ

قرآن کی بہت سی آیات کی تشریح میں زہری ان احادیث کا سہارا لیتے جو صحابہ سے مروی ہوں۔ ایسا کہنا زہری کے لئے مشکل نہ تھا کیونکہ ان کے پاس تقریباً تمام مشہور صحابہ کی روایات محفوظ تھیں۔ البتہ کسی آیت کی تشریح میں صحابہ کے مختلف اقوال ملتے تو وہ ان معانی کو قبول کرتے جو آیت کی سب سے واضح تشریح کرتی ہوتی۔ اس سلسلہ میں زہری عمر بن الخطابؓ، علی بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عائشہؓ اور ابن عباسؓ کی روایات کو دوسرے صحابہ کی روایات پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ (۴۷)۔

۴۔ تفسیر قرآن بذریعہ اجتہاد:

قرآنی آیات کی تشریح کے لئے اگر دوسری قرآنی آیات، احادیث مرفوعہ یا احادیث موقوفہ نہ دستیاب ہوتیں تو امام زہری اپنی محتاط رائے سے اس کی تفسیر بیان کرتے تھے۔ (۴۸) البتہ ایسا کہتے وقت وہ لفظ ”زہری“ دہرائی رائے میں، کا اضافہ کر دیتے جس سے تفسیر قرآن میں ان کی علمی دیانت اور مددِ رحیمہ امتیاط کا اندازہ ہوتا ہے۔ بہر حال یہ حقیقت ہے کہ امام زہری نے اپنی تفسیر میں اس طریقہ کا خاصا استعمال کیا ہے۔

علم تفسیر سے زہری کی پوری واقفیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ وہ تشریح آیات کے ساتھ ساتھ اس فن کے اصول و مبادی سے بھی بحث کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں اپنا واضح نقطہ نظر پیش کرتے ہیں۔ مثال کے

طور پر حرف مقطعات کے بارے میں وہ صاف طور پر کہتے ہیں کہ اللہ، المر، المص، کہ بعض، حسد وغیرہ
حروف مقطعات کی تفسیر نہیں کی جاسکتی کیونکہ نہ تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ ہی صحابہ کرام نے ان کی
تفسیر بیان کی تھی۔ اسی طرح آیات متشابہات اور ذات و صفات باری تعالیٰ کی تفسیر ان کے نزدیک جائز
نہیں جتنا پنجہ جب ان کے شاگرد آیات متشابہات یا ان آیات کی تفسیر لوجھتے جن میں اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کی
صفات مذکور ہوتی ہیں تو آپ جواب دیتے کہ ان کی تفسیر لوجھتی (انہیں الفاظ میں) ماکہ جائے گی یعنی ان کی مزید
تشریح جائز نہیں۔

مفسرین کی ایک بڑی تعداد نے قرآن کی تشریح و توضیح میں اسرائیلیات کا سہارا لیا ہے لیکن امام زہری
اس معاملہ میں بالکل منفرد ہیں۔ وہ اسرائیلیات کے سخت مخالف ہیں اور قرآنی آیات کی تشریح میں انہیں
قطعی استعمال نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ مفسرین کو قرآن میں مذکور انبیاء کے قصوں کی تشریح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور صحابہ کرام کی احادیث پر اکتفا کرنا چاہیے۔ (۵۰)

زہری ان قرآنی آیات کی تفسیر بالتفصیل کرتے ہیں جن کا تعلق ہیرت اور مغازی سے ہوتا ہے۔ جنگ کے
جس واقعہ کا ذکر ہوتا ہے اس کی تفصیلات ابتداء سے انتہا تک بیان کرنے کے بعد وہ اس کے اثرات و نتائج پر
مبھی روشنی ڈالتے ہیں۔ (۵۱)

آیات الاحکام کی تشریح کے وقت زہری ان کی شان نزول بیان کرتے ہیں اور پھر ان تمام فقہی مسائل
سے بحث کرتے ہیں جو ان آیات سے مستنبط ہوتے ہیں اور اس میں نبلہ پطمار کے آراء اور صحابہ کے فتاویٰ بھی
بیان کر دیتے ہیں۔ (۵۲)

جس طرح زہری آیات کی تشریح میں نقد، ہیرت اور مغازی کے علوم سے مدد لیتے ہیں اسی طرح بعض
آیتوں کی تشریح میں وہ اپنے علم الانساب سے بھی فائدہ اٹھاتے ہیں (۵۳) نیز غیر معروف الفاظ اور محاوروں
کی تشریح و توضیح کے لئے وہ اپنی لغوی و نحوی معلومات کا استعمال کرتے ہیں۔ (۵۴)

غرض تفسیر و تشریح قرآن میں زہری کا اپنا ایک منفرد انداز ہے۔ ذیل میں ہم ان کی تفسیر کی چند مثالیں بطور مشقے نمونہ از خروارے پیش کرتے ہیں تاکہ ان کے اسلوب تفسیر پر کچھ روشنی پڑ سکے۔

(الف) ابن اسحاق سے مروی ہے کہ انہوں نے زہری سے سورہ مائدہ کی آیات نمبر ۸۶، ۸۷ اور ۸۴ کی ۵۵۲ تفسیر کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اہل علم سے سنا ہے کہ یہ آیات نجاشی اور اس کے ساتھیوں کے متعلق آتری تھیں۔ (۵۶)۔

(ب) غالب بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن شہاب (زہری) سے سورہ آل عمران کی آیت اِن اَوَّلَ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ لِلنَّاسِ لِلَّذِيْ بَكَتْهُ مَوْلَاكَ وَهَدَىٰ لِلْعٰلَمِيْنَ (۱، ۵) کی تفسیر اور بکہ "اور مکہ کافر کو دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ بکہ" وہ مخمور ہو گئے جہاں کعبہ اور مسجد حرام واقع ہے اور مکہ سے مراد وہ پورا شہر ہے جہاں مسجد حرام ہے۔ (۵۸)۔

(ج) عبداللہ بن الجزری روایت کرتے ہیں کہ میں نے زہری سے قرآن کی آیت اِنَّمَا الْعِدَّةُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِيْنَ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمَوْفِقَةَ قُلُوْبُهُمْ فِي السَّرَابِ وَالْفَرِيْدِيْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ کی تفسیر دریافت کرتے ہوئے فقراء اور مساکین کا فرق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ فقراء وہ غریب لوگ ہیں کہ نہ تو ان کے پاس خود کچھ ہوا ورنہ ہی وہ کسی سے خیرات طلب کریں اور مساکین سے مراد وہ غریب لوگ ہیں جن کے پاس خود کچھ نہ ہو لیکن وہ دوسروں سے خیرات مانگتے ہوں۔ (۶۰)۔ ان مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ زہری کی تفسیر تفسیر بالمأثور کا بہترین نمونہ ہے۔

گو امام زہری نے تفسیر پر مستقل کوئی کتاب نہیں لکھی اس فن کے متعلق جو کچھ انہوں نے اپنے شاگردوں سے روایت کیا یا لکھا یا وہ ایک مختصر تفسیر بننے کے لئے کافی ہے۔ تاہم اس موضوع سے متعلق آپ کی دو تصانیف کا حال ہی میں پتہ چلا ہے۔ پرنٹن کے ایک ہی مخطوط میں زہری کی دو کتابیں متنزیل القرآن اور منسوخ القرآن موجود ہیں (۶۱) ان کتابوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ زہری تفسیر پر مستقل کوئی کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتے تھے

مذکورہ آیتوں میں اول الذکر کا موضوع ترتیب سورہ قرآن ہے جس میں مصنف نے
 مکی اور مدنی سورتوں کو ترتیب نزول کے مطابق جمع کیا ہے۔ دوسری کتاب کا موضوع فن تفسیر کا انتہائی اہم
 موضوع ناسخ و منسوخ آیات ہے۔ یہ کتاب موضوع کے اعتبار سے اپنا نوعیت کی اولین تعریف کہی جاسکتی ہے۔
 مذکورہ مدد حقائق سے واضح ہو جاتا ہے کہ امام زہری نہ صرف ایک محدث تھے بلکہ ان کا علم قرأت
 اور علم تفسیر پر بھی محیط تھا۔ لہذا ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ابن شہاب الزہری عالم حدیث ہونے کے
 ساتھ ساتھ ایک مشہور قاری اور ایک مستند مفسر بھی تھے۔

حواشي اور مصادر و مراجع

- ١- ذہبی تذکرۃ الحفاظ ج ١، بیروت ص ١٠٥
- ٢- ایضاً، ذہبی، تاریخ الاسلام، ج ٥، قاهرہ ٥٠-٥١، ص ١١٣٣، (الرموزی)،
المحدث الفاضل بین الروای والواعی (مخطوطہ)، ص ٣٤ ب -
- ٣- ماروٹزڈی انلیٹ بائیگر فیضان دی پرافٹ اینڈ ڈیئر آقرن اسلامک کالج، نمبر ١، ١٩٦٨
ص - ٥٠ -
- ٤- ایضاً -
- ٥- ابن عبدالبر جامع بیان العلم وفضلہ، ج ١، قاهرہ، ص ٤٣ -
- ٦- ایضاً، ص ٤٣، ٤٤ -
- ٧- الرمہرمزی، ایضاً ص ٣٠ الف، ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج ٩،
بیروت ١٩٦٦، ص ٣٣٣ -
- ٨- ذہبی، تاریخ الاسلام، ج ٥، ص ١٣٩، ابن سعد، کتاب الطبقات الکبیر،
ج ٢/٢، لیڈن، ١٩٣٠-١٩٠٥، ص ١٣٦ -
- ٩- ذہبی، تاریخ الاسلام، ج ٥، ص ١٣٨ -
- ١٠- ابن خلدان وفيات الاعیان، ج ١، قاهرہ ١٣٦٩-١٣٧٤، ص ٣٥١؛ المجالد
المختصر فی اخبار البشر، ج ١، قاهرہ ١٣٢٥، ص ٢٠٣ -
- ١١- ابن عساکر تاریخ مدینہ، مشق، ج ١٣، قاهرہ ١٩٥١، ص ٣٩٦ الف -
- ١٢- ذہبی تذکرۃ الحفاظ، ج ١، ص ١١١؛ البرنعم، حلیۃ الاولیاء، ج ٣، قاهرہ
٥٤-١٣٥١، ص ٣٦٣ -
- ١٣- ابن عبدالبر، ایضاً، ص ٦٩ -

العظیم، ج ۲، ص ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۱۹ -

۵۱ - طبری ایضاً، ج ۴، ص ۱۶۳، ۱۶۸، ۱۷۷ -

۵۲ - ایضاً، ج ۲، ص ۲۳۹ تا ۲۵۱، ۲۶۳ تا ۲۶۷ وغیرہ -

۵۳ - ایضاً، ج ۱۴، ص ۳۵ -

۵۴ - ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج ۲، ص ۱۸۰، ۱۸۵، ج ۱، ص ۱۰۸ -

۵۱۸، ۵۲۰ -

۵۵ - قرآن پاک کی ان آیات کا ترجمہ یہ ہے: تم اہل ایمان کی عداوت میں سب سے زیادہ سخت بہرہ

اور مشرکین کو پانگے اور ایمان والوں کے لئے دوستی میں قریب تران لوگوں کو بانڈھے جنہوں نے کہا تھا

کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ اس وجہ سے کہ ان میں عبادت گزار عالم اور تارک الدنیا فقیر پائے جاتے ہیں اور ان

میں ضرور نفس نہیں ہے جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول پر اترا ہے تو مہر دیکھتے ہو کہ حق شناسی کے اثر

سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر رہ جاتی ہیں اور وہ بولے اٹھتے ہیں کہ پروردگار، ہم ایمان لائے ہمارا

نام گواہی دینے والوں میں نکلے اور وہ کہتے ہیں "آخر کیوں نہ ہم اللہ پر ایمان لائیں اور جو حق ہمارے پاس

آیا ہے اسے کیوں نہ مان لیں جب کہ ہم اس بات کی خواہش رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالح لوگوں میں شامل کرے۔"

(قرآن، سورہ نبرہ، آیات ۸۲، ۸۳، ۸۴)

۵۶ - طبری، ایضاً، ج ۲، ص ۵ -

۵۷ - قرآن، سورت نبرہ، آیت ۹۶ -

۵۸ - طبری، ایضاً، ج ۴، ص ۷ -

۵۹ - قرآن سورت نبرہ، آیت ۶۰ -

۶۰ - طبری، ایضاً، ج ۱، ص ۹۶ -

۶۱ - زہری، مخطوطہ پرنسٹن نبرہ ۲۲۸ -